ارکانِ دین
حضرت مولانا الحاج مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی
قدس سرہ العزیز
انجمن غلامانِ مصطفےٰ
برج کلاں، ضلع قصور

ارکانِ دین

مؤلفہ

حضرۃ الحاج مفتی محمد مظہر اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

خطیب شاہی مسجد فتح پوری، دہلی

مرتبہ

پروفیسر محمد مسعود احمد

شائع کردہ

انجمن غلامانِ مصطفیٰ برج کلاں

ضلع قصور

سلسلہ اشاعت نمبر ۲

مؤلف — حضرت مفتی محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مرتب — پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ

کاتب — محمد عبد العزیز بصیرپوری

مطبع — ایم منیر قاضی، ملی پرنٹرز، ۹۰ سرکلر روڈ، لاہور

اشاعتِ اول — ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء

اشاعتِ دوم — ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء

اشاعتِ سوم — مئی ۱۹۷۷ء / ۱۳۹۷ھ

تعداد — ایک ہزار

ہدیہ — دعائے خیر بحق معاونینِ انجمن

(نوٹ) تیس پیسے کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

انجمن غلامانِ مصطفٰے، برج کلاں، ضلع قصور

افتتاحیہ

حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۶ھ) شاہی امام مسجد جامع فتحپوری دہلی کی شخصیت جانی پہچانی ہے آپ کے لیے اتنا ہی جاننا کافی ہوگا کہ آپ صاحب فتاویٰ مسعودی حضرت العلامہ مفتی محمد مسعود شاہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۹ھ) کے پوتے حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۲ھ) کے خلیفہ اکبر اور فرزند ارجمند حضرت سید صادق علی شاہ مکان شریفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۷ھ) کے مرید مطلوب، حضرت محی الدین عبداللہ شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۱ھ)، صاحب رسالہ رکن دین حضرت مولانا شاہ رکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۵ھ) کے خلیفہ اور خود عالم عارف اور صاحب تصنیف بزرگ تھے جن کا فیض پاک و ہند کے گوشہ گوشہ میں جاری و ساری ہے۔

حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے تقریباً ۶۵ سال قبل مسلمان طلباء کے لیے تین رسائل قلم بند فرمائے تھے یعنی ارکان دین، مظہر الاخلاق اور مظہر العقائد۔ یہ رسائل ۱۳۳۱ھ میں دہلی سے شائع ہو گئے تھے۔ اول الذکر دو رسائل مدینہ پبلشنگ، کراچی نے بالترتیب ۱۳۰۹ھ اور ۱۳۸۸ھ) میں شائع کر دیئے ہیں اور مؤخر الذکر رسالہ مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ سے ۱۳۹۶ھ) میں شائع ہو گیا ہے۔

رسالہ ارکان دین میں نہایت جامعیت اور اختصار کے ساتھ احکام شرع نجاست و طہارت، وضو، غسل، تیمم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور قربانی سے متعلق ضروری مسائل بیان کیے گئے ہیں جو عام مسلمانوں کے لیے جاننا ضروری ہیں یہ رسالہ دینی نقطۂ نظر سے اہم بھی ہے اور مفید بھی۔

برادرم جناب محمد صادق قصوری زید مجدہٗ سیکریٹری نشر و اشاعت انجمن غلامان مصطفےٰ برج کلاں ضلع قصور نے اس رسالہ کو چھاپ کر مفت تقسیم کرانے کی اجازت چاہی چونکہ اس قسم کی تصانیف کا مقصد نفع حاصل کرنا نہیں بلکہ دوسروں کو نفع پہنچانا ہے اس لیے راقم نے

بطیبِ خاطر اجازت دے دی، مولیٰ تعالیٰ فاضلِ موصوف کو اس خلوص وللّٰہیت کی پوری پوری جزا عطا فرما دے۔ آمین!

۳/ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ
مطابق
۳۰/ اگست ۱۹۷۶ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل
گورنمنٹ کالج، مٹھی
(ضلع تھرپارکر، سندھ)

فہرس

		صفحہ
۱	پہلا باب شرع کے حکموں کے بیان میں	۶
۲	دوسرا باب نجاست اور پاکی کے بیان میں	۷
۳	تیسرا باب وضوء کے بیان میں	۹
۴	چوتھا باب غسل کے بیان میں	۱۱
۵	پانچواں باب تیمم کے بیان میں	۱۲
۶	چھٹا باب نماز کے بیان میں	۱۳
۷	ساتواں باب رمضان کے روزوں کے بیان میں	۲۳
۸	آٹھواں باب زکوٰۃ اور فطرے کے بیان میں	۲۵
۹	نواں باب حج کے بیان میں	۲۷
۱۰	دسواں باب قربانی کے بیان میں	۲۹

پہلا باب

شرع کے حکموں کے بیان میں

انسانی زندگی کی تعمیر و تشکیل میں اقوال و اعمال خاص اہمیت رکھتے ہیں، افعال و اقوال کے انبوہ کثیر میں خوب و ناخوب کا صحیح انتخاب حقیقی سعادت کا ضامن ہے، اس انتخاب کی بنیاد اگر تجربات پر رکھی جاتی تو اس کے لیے صدیاں درکار ہیں، شریعت مطہرہ کا نوع انسانی پر احسان عظیم ہے کہ اس نے اس گتھی کو بڑی آسانی کے ساتھ سلجھا دیا اور تجربے کی مشقت سے آزاد کر کے براہ راست عمل پر لگا دیا۔

حقیقی آزادی مہذب پابندیوں کی ایک صورت ہے، پسندیدہ اور ناپسندیدہ اقوال و اعمال کو پابندیوں کے ذریعہ علیحدہ کیا جا سکتا ہے جس کو تکلیفات شرعیہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، ان پابندیوں یا احکام کے مختلف مدارج ہیں ہم یہاں ان کو مختصراً بیان کریں گے تاکہ آئندہ ابواب میں جہاں کہیں ان کا ذکر آئے تو عمل کی اصل حیثیت معلوم ہو جائے۔

فرض [۱] وہ عمل جس کا کرنا انسان پر اللہ اور رسول نے ایسے الفاظ میں ضروری کر دیا ہو جس کا کھلا ہوا ایک ہی مطلب ہو اور الفاظ میں بھی اس کی طرف سے نہ ہونے کا شبہ نہ ہو۔ اس کا کرنے والا ثواب پائے گا اور نہ کرنے والا عذاب، انکار کرنے والا کافر ہے، اس میں نقص ہو جیسے تمام فعل ناکارہ ہو جاتا ہے۔

واجب یہ مثل فرض کے ہے لیکن یہ جن الفاظ میں معلوم ہوتا ہے اس میں کسی طرح کا شبہ ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا — اگر کسی فعل کا واجب ترک ہو جائے تب بھی اس میں صرف نقصان آئے گا۔ [۲]

---

[۱] یہ اگر کسی فعل کا جز ہے تو اس کو "رکن" کہیں گے ورنہ "شرط"۔

[۲] نماز کا ایسا نقصان سجدۂ سہو کرنے سے جاتا رہتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ آخیر قاعدے کی التحیات پڑھ کر ایک سلام پھیرے اور پھر دو سجدہ کرے پھر پورا قعدہ کر کے سلام پھیرے۔

سُنّت جس کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیشہ کیا ہو لیکن ہم پر واجب نہ کیا ہو، اس کے کرنے والے کو ثواب ہوگا نہ کرنے والا قہر خداوندی میں مبتلا اور حضور کی شفاعت سے محروم رہے گا اور اس کا ہلکا جاننے والا کافر ہے مگر اس کے ترک کرنے سے کراہت آتی ہے گو وہ فعل ہو جاتا ہے۔

مستحب جس کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی کبھی کیا ہو اس کا کرنے والا ثواب پائیگا نہ کرنے والے کی کچھ پکڑ نہیں لیکن وہ فضیلت نہیں رہتی۔

نفل جو عبادت سوائے فرض و واجب کے ہو اس کا حکم مثل مستحب کے ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر اس کی وجہ سے فرض ترک ہونے کا احتمال ہو تو اس کا ترک کرنا بہتر ہے۔

حرام یہ مثل فرض ہے، فرق اتنا ہے کہ وہاں کرنے کا حکم ہے، یہاں نہ کرنے کا۔

مکروہ تحریمی یہ مثل واجب کے ہے، فرق یہاں بھی وہی کرنے نہ کرنے کا ہے اس کی وجہ سے اگرچہ فعل ہو جاتا ہے مگر اس کا مرتکب گنہ گار ہوتا ہے اور بعض حالات میں فعل ہی نہیں ہوتا۔

مکروہ تنزیہی جس کی ممانعت ادباً کی گئی ہو، باقی حکم مثل مستحب کے ہے۔ فرق وہی ہے۔

مباح جن چیزوں کے واسطے کسی طرح کا حکم نہ آیا ہو۔

دوسرا باب

نجاست اور پاکی کے بیان میں

شریعت نے نہ صرف ظاہری صفائی کی تعلیم دی ہے بلکہ حقیقی طہارت و پاکیزگی پہ زور دیا ہے جو اصولِ صحت سے زیادہ قریب ہے، شریعت نے طہارت کے وہ معیارات پیش کئے جو عام نگاہوں سے اوجھل تھے اور جس کی حکمتوں کو سمجھنے کے لیئے غور و فکر کی ضرورت ہے ہم طہارت و نجاست کے چند اصول و قواعد کا ذکر کرتے ہیں۔

۱

اگر پیشاب یا پاخانے کی ضرورت ہو تو اس کو نہ روکو بلکہ فارغ ہو لو، پھر ڈھیلے وغیرہ سے نجاست خشک اور صاف کر لو یہ سنت ہے لیکن ایسی چیز سے نہ کرو جو حرمت والی اور نفع یا ضرر دینے والی ہو، یہ مکروہ تحریمی ہے، پھر پانی سے خوب اچھی طرح پاک کرو، اگر نجاست مخرج سے پھیلی نہیں ہے تو پانی سے استنجا کرنا سنت ہے اور اگر بقدر درہم پھیلی تو واجب اور اس سے زیادہ پھیلی تو فرض ہے۔

۲

آدمی کے بدن سے نکلنے والی وہ چیز جس سے وضو یا غسل واجب ہوتا ہے، شراب، حرام جانوروں اور گائے، بھینس، بطخ، مرغی، سانپ وغیرہ کا پیشاب یا پاخانہ نجاست غلیظہ ہے۔[۱] اگر چونی کے وزن کے برابر لگ جائے تو معاف ہے، اس سے زیادہ کو دھویا جائے۔[۲] گھوڑے اور حلال[۳] جانوروں کا پیشاب اور حرام پرندوں کا پاخانہ نجاست خفیفہ ہے[۴]، یہ اگر چوتھائی سے کم پر لگ جائے تو معاف ہے۔[۵] ان دونوں نجاستوں کو "حقیقی" کہتے ہیں اور جس سے وضو یا غسل واجب ہوتا ہے اس کو نجاست "حکمی" کہتے ہیں۔

۳

وضو اور غسل کے لیے مینہ اور زمین کا پانی ہونا چاہیے اگرچہ زیادہ ٹھہرنے یا کسی شے کے ملنے سے اس کے رنگ و بو اور مزے میں فرق آگیا ہو مگر پتلا پن باقی ہو، اگر یہ پانی بہتا ہو یا مقدار دہ در دہ[۶] کے ہو تب تو ناپاک چیز کے ملنے سے بھی ناپاک نہ ہوگا۔ [۷]

---

[۱] جس دلیل سے فرض ثابت ہوتا ہے نجاست غلیظہ بھی اسی دلیل سے ثابت ہوتی ہے [۲] دھونے میں نجاست کا نہ رہنا معتبر ہے اور جو نجاست نہ دکھائی دے تو کپڑے یا بدن کو تین بار دھویا جائے اور ہر بار نچوڑا یا خشک کیا جائے اور اگر نجاست کی جگہ نہ معلوم ہو تو گمان غالب پر دھو لیا جائے [۳] حرام پرندوں کا پیشاب اور حلال پرندوں کا پیشاب یا خانہ دونوں معاف ہیں [۴] جس دلیل سے واجب ثابت ہوتا ہے نجاست خفیفہ اسی دلیل سے ثابت ہوتی ہے [۵] قمیص یا کرتے کی آستین اور کلی وغیرہ علیحدہ علیحدہ کپڑا شمار کیا جائیگا [۶] یعنی جس جگہ پانی ہے اس کی لمبائی چوڑائی [illegible]

۴

کنوئیں میں اگر جاندار گر کر مر جائے تو اگر پھول پھٹ گیا بشرطیکہ مثل آدمی کے ہو تو سب پانی نکالا جائے گا۔ ورنہ بلی کے مثل جانور کے مرنے سے اسی کنوئیں کے چالیس پچاس اور چوہے کے مثل جانور مرنے سے بیس تیس ڈول نکالے جائیں لیکن پہلے جانور کو نکال لیا جائے، کنواں نجاست کے گرنے کے وقت سے ناپاک ہوتا ہے اگر گرنے کا وقت معلوم نہ ہو تو اگر جانور پھولا پھٹا نہیں تو ایک دن رات سے ورنہ تین رات دن سے اس کنوئیں کو ناپاک سمجھا جائے اور جو کپڑے اس کے پانی سے دھوئے گئے ان کو پھر دھویا جائے اور نمازیں لوٹائی جائیں۔

۵

حلال جانور، آدمی اور گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے اور حرام جانوروں کا جھوٹا ناپاک ہے اور گھریلو جانوروں کا جھوٹا اور ان کا پسینہ مکروہ ہے۔

تیسرا باب

وضو کے بیان میں

وضو، غسل اور تیمم انسانی بدن کی طہارت کی مختلف صورتیں ہیں، شریعت نے تزکیہ نفس کے بعد اس پر بہت زور دیا ہے اور اس کو فرض کر دیا ہے، یہاں انسان کی مرضی کو دخل نہیں بلکہ اس کے جسم و جاں یہاں تک کہ اس کے لباس پر مولیٰ تعالیٰ کا حکم جاری و ساری ہے اور یہ سب خود انسان کے اپنے فائدے کے لیے ہے جس سے وہ اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے گریزاں نظر آتا ہے، شریعت نے تعلیم طہارت کے ساتھ ساتھ اس کے طریقے بھی بتا دیئے ہیں، ہم مندرجہ ذیل تین ابواب میں انہیں کو مختصراً بیان کریں گے۔

۱

مٹی کے برتن میں خود پانی لے کر اونچی جگہ قبلہ رُخ بیٹھے اور بد حضی وغیرہ کو بائیں طرف رکھے یہ سب باتیں مستحب ہیں، پھر پاک ہونے اور حصول ثواب کی نیت کر کے بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْم وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ پڑھے اور دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوئے اور

انگلیوں میں خلال کرے، پھر مسواک کرے اور کلی کرے، پھر ناک میں پانی دے کہ ہڈی تک پہنچ جائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے، یہ سب باتیں مسنون ہیں، اس کے بعد چہرے کو پیشانی سے ٹھوڑی تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لو تک دھوئے کہ یہ فرض ہے اور داڑھی ہے تو خلال بھی کرے کہ یہ سُنّت ہے[1] پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولے کہ یہ فرض ہے، پھر تمام سر کا[2] پھر کانوں کا پھر گردن کا مسح کرے، اول الذکر دو مسنون ہیں اور آخر الذکر مستحب، پھر بائیں ہاتھ سے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے کہ یہ فرض ہے[3] اور انگلیوں میں خلال کرے[4]، یہ سنت ہے لیکن وضو میں خیال رکھے کہ داہنے عضو سے شروع کرے اور ہر عضو کے دھوتے وقت بسم اللہ پڑھے کہ یہ مستحب ہے اور ہر عضو کو تین تین بار دھوئے سوائے مسح کے[5]، یہ سُنّت ہے[6] متذکرہ بالا ترتیب کے مطابق جلد جلد اس طرح اپنے اعضاء دھوئے کہ پہلا عضو خشک ہونے نہ پائے کہ یہ سُنّت ہے، اور بال برابر بھی خشک نہ رہ جائے ورنہ وضو نہ ہوگا، مناسب یہ

---

[1] خلال اس صورت میں ہے جب کہ داڑھی اتنی بھر وان ہو کہ نیچے کا بدن نظر نہ آئے ورنہ اس کا دھونا فرض ہے، بھر وان داڑھی والے کو بھی ٹھوڑی کے مقابل بالوں کا دھونا فرض ہے [2] چوتھائی سر کا مسح فرض ہے

[3] اگر وضو کے بعد ایسے موزے پہنے ہوں جن سے ٹخنے بھی ڈھک گئے ہوں اور پانی اس میں سرایت نہ کرے تو اپنے شہر میں ایک دن رات تک وضو کے وقت ان پر صرف مسح کرے اور چھتیس کوس سے زیادہ کے سفر میں تین دن اور تین رات تک اس طرح مسح کرے کہ ہاتھوں کی انگلیاں پیروں کی انگلیوں پر رکھ کر ہتیلی سمیت پنڈلی کی طرف کھینچتا ہوا لائے لیکن اگر موزے تین انگل کی مقدار پھٹے ہوئے ہوں تو ان پر مسح درست نہیں [4] بائیں چھنگلی سے انگلیوں کے داہنی طرف شروع کرے اور چھنگلی کو نیچے سے اوپر کی طرف لیجائے [5] مسح صرف ایک بار کرے اس کی صورت یہ ہے کہ دونوں ہاتھ تر کرکے چھنگلی کی طرف کی تین تین انگلیوں سے پیشانی کی طرف سے مسح کرتا ہوا گُدّی کی طرف لیجائے اور پھر ہتھیلیاں لگا کر پیشانی کی طرف پھیر لائے اور کلمہ کی انگلی سے کان کے اندر کا اور انگوٹھے سے کان کے پیچھے کا اور ہاتھ کی الٹی طرف سے گردن کا مسح کرے [6] یعنی جو ترتیب وضو کے فرضوں میں بتائی گئی ہے۔

ہے کہ وقت سے پہلے وضو کرے، انگوٹھی پہنا ہوا ہو تو اس کو اِدھر اُدھر پھرا لے تاکہ بدن کا وہ حصہ خشک نہ رہ جائے، وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لے اور وضو کے بعد انا انزلنا اور کلمہ شہادت پڑھے کہ یہ سب باتیں مستحب ہیں۔

۲

ان باتوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے: پیشاب و پاخانہ کی جگہ سے کوئی چیز نکلنا، بہنے والے خون یا پیپ کا نکل کر ایسی جگہ تک پہنچنا جس کا دھونا نماز میں فرض ہے، آواز سے ہنسنا، مجنون اور بے ہوش ہونا، سہارے سے سونا، شہوت کی حالت میں کھلی ہوئی دو شرمگاہوں کا ملنا، منہ بھر کے قے ہونا یا منہ سے اتنا خون نکلنا کہ تھوک سرخ ہو جائے۔

۳

ان باتوں سے وضو مکروہ ہو جاتا ہے: پانی میں اسراف کرنا یا پھر تیل کی طرح چیڑنا، زور سے چھپکا مارنا، بلا ضرورت دنیاوی باتیں کرنا، تین بار نئے پانی سے مسح کرنا، ناپاک جگہ یا عورت کے بچے ہوئے پانی سے یا مسجد کے فرش پر وضو کرنا، جس پانی سے وضو کرے اس میں تھوکنا یا سنکنا یا قبلہ رُخ پیر دھونا، کلی اور ناک کے واسطے بائیں ہاتھ سے پانی لینا، دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا، کسی برتن کو صرف اپنے وضو کے لیے خاص کرنا۔

چوتھا باب

غسل کے طریقہ کے بیان میں

۱

پاک ہونے کی نیت کر کے قبلہ کی طرف منہ کرے اور پھر بسم اللہ پڑھے یہ باتیں مستحب ہیں، اوّل دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھو کر، شرمگاہ دھوئے پھر وضو کرے یہ باتیں مسنون ہیں لیکن غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے۔ وضو کے بعد پانی سے تمام بدن پر پانی بہائے اس طرح کہ پہلے سر پر سے پھر داہنے مونڈھے پر پھر بائیں مونڈھے پر سے تین تین بار پانی بہائے کہ یہ سنت ہے لیکن حد سے زیادہ نہ گنڈھائے کہ یہ مستحب ہے۔ غسل کے بعد موٹے کپڑے سے بدن صاف کرے، غسل کرتے

وقت باتیں نہ کرے اور ایسی جگہ نہائے جہاں کوئی نہ دیکھے یہ سب باتیں مستحب ہیں۔

۲

ان باتوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے ہر زندہ بالغ عورت یا مرد کی شرمگاہ میں آلہ تناسل کا سر داخل کرنا دونوں پہ غسل واجب کرتا ہے، منی کا شہوت کے ساتھ کود کر نکلنا، احتلام ہونا یا سوتے میں منی[1] کا نکلنا، ان باتوں کو جنابت کہتے ہیں، عورت کا ہر مہینہ دس دن کے اندر کم سے کم تین روز خون آکر موقوف ہونا کہ اس کو حیض[2] کہتے ہیں، یا بچہ ہونے کے بعد چالیس روز کے اندر اندر خون آکر موقوف ہونا کہ اس کو نفاس کہتے ہیں، اگر ان مدتوں سے زیادہ آیا تو وہ خون استحاضہ یعنی بیماری کا خون ہے۔

پانچواں باب

تیمّم کے بیان میں

اگر پانی ایک میل دور ہو یا اور کسی وجہ سے اس پر قدرت نہ ہو (کہ یہ امور شرائط میں داخل ہیں) تو بجائے وضو و غسل کے تیمم کرے، اگر نماز عید یا جنازہ جانے کا خوف ہو تب بھی تیمم کر لے لیکن میت کا ولی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ پھر پڑھ سکتا ہے، تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے پاکی کی نیت کرے کہ یہ شرط[3] ہے، پھر بسم اللہ پڑھے کہ یہ سنت[4] ہے پھر اول بار ہاتھوں کو انگلیاں کھول کر پاک مٹی یا اور کسی جنس مٹی پر رکھ[5] کر آگے کو کھینچے یہ مستحب ہے اور پھر ہاتھ[6] جھاڑ کر چہرہ کا مسح کرے[7] پھر دوسری بار اسی طرح کر کے پہلے داہنے ہاتھ پہ بائیں ہاتھ کا مسح کرے اور استیعاب[8]، ترتیب[9] اور پے در پے کرنے کا خیال رکھے اور کم سے کم تین انگلیوں سے تو ضرور مسح کرے۔

---

[1] منی سفید رنگ کی گاڑھی گاڑھی ہوتی ہے اس کے نکلنے سے کچھ لذت آتی ہے اور ایک مذی ہوتی ہے جو اس سے کچھ پتلی ہوتی ہے اور شہوت کی حالت میں نکلتی ہے اور ایک ودی ہوتی ہے جو پیشاب کے بعد نکلتی ہے
[2] حالت حیض میں نماز روزہ ناجائز ہے صرف روزے قضا کرے اور اگر دس دن کے اندر اندر خون دیکھے تو بیچ کا پاکی حیض میں داخل ہوگی [3] یہ مستحب ہے [4] یہ شرط ہے [5] یہ سنت ہے [6] یہ شرط ہے [7] یہ بھی شرط ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ بہت اچھی طرح کرنا کہ کوئی بال تک نہ بچے [8] یہ مستحب ہے [9] یہ بھی مستحب ہے اس کو ضرب کہتے ہیں یعنی وضو کی طرح ایک رکن کے بعد دوسرا جلدی جلدی کرے۔

چھٹا باب

نماز کے بیان میں

اسلام لانے کے بعد نماز کی جتنی تاکید آئی ہے اور کسی عبادت کی نہیں آئی۔ اس کے فضائل حد سے زیادہ ہیں اور اس کے چھوڑنے والے کے لیے دردناک عذاب کی وعیدیں آئی ہیں۔ نماز کی خاص خصوصیت کا ذکر قرآن پاک میں کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ نماز برائیوں سے بچانے والی ہے حدیث میں نماز کے متعلق حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے چھوڑ دیا اس نے دین کو ڈھا دیا"

اور ایک جگہ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں :-

"جس نے جان بوجھ کر نماز کو ترک کیا وہ کافر ہے" (نعوذ باللہ)

دوسرے گناہوں میں کبھی نہ کبھی تو بہشت کی امید کی جا سکتی ہے مگر تارک نماز تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخی ہے، پس ایسی اہم عبادت سے بے توجہی ہلاکت کا سبب ہو سکتی ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ جان کنی میں بھی معاف نہیں، اشاروں سے یا بیٹھے لیٹے جس طرح ممکن ہو پڑھنی ضروری ہے کسی حالت میں معافی نہیں۔

اللہ تعالےٰ نے نمازوں کے لیے اوقات مقرر فرما کر انسانی زندگی کو ایسا منظم و مربوط کر دیا ہے کہ اس سے زیادہ متصور نہیں، تعیین اوقات سے انسان سبق لے تو اس کی زندگی کا ہر عمل اپنے اپنے وقت پر صادر ہو سکتا ہے، یہ انفرادی اور اجتماعی ترقی کا ایک اہم اصول ہے، اب ہم نمازوں کے اوقات اور ان کی کل رکعتوں کے بارے میں عرض کریں گے۔

فجر اس کے اندر دو فرض ہیں اور فرضوں سے پہلے دو سنتیں، اس کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک رہتا ہے، صبح صادق اس سپیدی کو کہتے ہیں جو آفتاب نکلنے کی سمت آسمان کے کناروں میں پھیل جاتی ہے اور وہ سپیدی جو اس سے پہلے لمبی لکیر کی صورت میں ہوتی ہے اور اس کے بعد اندھیرا ہو جاتا ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں

نماز فجر اس وقت پڑھی جائے جب روشنی ہو جائے اس وقت سوائے سنت فجر ہر نفل مکروہ ہے بلکہ فرضوں کے بعد سنتیں بھی درست نہیں۔

ظہر — اس کے اندر چار فرض ہیں، چار سنتیں فرضوں سے قبل اور دو سنتیں اور دو نفل فرضوں کے بعد، اس کا وقت دوپہر ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو ـــــ چوں کہ اس کے وقت میں اختلاف ہے لہٰذا اصلی سایہ چھوڑ کر ایک مثل سایہ ہونے سے پیشتر پڑھ لی جائے گرمیوں میں توقف سے اور جاڑوں میں دیر سے پڑھی جائے۔

عصر — اس کے چار فرض ہیں اور فرضوں سے قبل چار رکعت مستحب، اس کا وقت ظہر کے بعد سے غروب آفتاب تک رہتا ہے، آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے اس کو پڑھ لینا چاہیئے اور اگر آسمان ابر آلود ہو تو جلدی کرنا مناسب ہے ایسے وقت فرضوں کے بعد نوافل پڑھنے مکروہ ہیں۔

مغرب — اس کے تین فرض ہیں اور دو سنتیں فرضوں کے بعد دو یا چھ نوافل ـــ اس کا وقت غروب آفتاب سے آسمان کی سرخی چھپنے تک رہتا ہے اس کو اول وقت پڑھنا چاہیئے لیکن اگر ابر ہو تو توقف کرنا چاہیئے۔

عشاء — اس میں پہلے چار رکعت مستحب، پھر چار فرض پھر دو سُنّت پھر دو یا چار مستحب پھر تین وتر جس میں پہلے قعدہ کے بعد تیسری رکعت میں الحمد اور سورت پڑھ کر ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہتے ہیں اور دُعاء قنوت پڑھ کر رکوع کرتے ہیں، دُعاء قنوت آگے لکھی جائے گی اور وتر کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھے یہ نفل نماز تہجد کے قائم مقام ہیں۔ نماز عشاء کا وقت آسمان پر سیاہی آنے کے وقت سے صبح صادق تک رہتا ہے اول تہائی رات میں پڑھنا مناسب ہے اور اگر ابر ہو تو جلدی کی جائے۔

جمعہ — یہ ظہر کے قائم مقام ہے اور بغیر جماعت درست نہیں اس میں پہلے چار رکعت سُنّت پھر دو فرض پھر چار سنت پھر دو مستحب پھر دو نفل پڑھے جاتے ہیں چوں کہ (ہندوستان میں) جمعہ کے ہونے نہ ہونے میں علماء کا اختلاف ہے اس وجہ سے جمعہ کے فرضوں

کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر کی نیت سے اور پڑھی جاتی ہیں جمعہ کی نماز عورت پر فرض ہے اس کا وقت بعینہٖ وہی ہے جو ظہر کا ہے۔

عیدین اس میں دو رکعت واجب ہیں، یہ بغیر جماعت درست نہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں اوّل تین بار اور دوسری رکعت میں الحمد و سورت کے بعد تین بار تکبیر کہے اور ہر بار ہاتھ اٹھائے اور چھوڑ دے — جس شخص پر جمعہ فرض نہیں اس پر یہ بھی فرض نہیں اس کا وقت آفتاب نکلنے سے دوپہر تک رہتا ہے۔

وتر اس میں تین رکعت واجب ہیں، اس کا وقت عشا کے فرضوں کے بعد سے صبح تک رہتا ہے۔

نماز جنازہ یہ فرض کفایہ ہے (شہر کے لوگوں میں سے) ایک نے بھی اس کو ادا کر لیا تو سب گناہ سے بچ جائیں گے، ورنہ سب گنہ گار ہوں گے اس کی نماز کھڑے کھڑے پڑھتے ہیں اس طرح کہ میت کے سینہ کے مقابل رو بقبلہ کھڑے ہو کر تکبیر کہہ کر نیت باندھتے ہیں اور ثنا پڑھتے ہیں (جس کا ذکر آگے آئے گا) پھر تکبیر کہہ کر درود پڑھتے ہیں پھر تیسری تکبیر کہہ کر دعا جنازہ پڑھتے ہیں (جو آگے لکھی جائے گی) پھر چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیرتے ہیں — اگر مقتدی چند تکبیروں کے بعد جماعت میں شریک ہوا ہے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ان کو ادا کرے پھر سلام پھیرے۔

۲

اذان و اقامت کا مسنون طریقہ یہ ہے — مؤذن مسجد سے علیٰحدہ[۱] کسی اونچی جگہ پر قبلہ رُخ کھڑا ہو کر دونوں کانوں میں دونوں انگلیاں ڈال کر ٹھہر ٹھہر کر دو دو آوازوں میں دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ[۲] کہے پھر اسی طرح دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ[۳] کہے پھر دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ[۴] کہے پھر داہنی طرف منہ کر کے دو مرتبہ اسی طرح حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ[۵] کہے پھر بائیں طرف منہ کر کے دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح[۶] کہے پھر ایک آواز میں دو مرتبہ اللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر

---

[۱] آج کل بالعموم اذان مسجد کے اندر بلکہ محراب کے اندر دی جاتی ہے جو شرعاً جائز نہیں [۲] اللہ بڑا ہے [۳] گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں [۴] گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں [۵] نماز کی طرف آؤ [۶] بہتری کی طرف آؤ

ایک مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ[1] کہے اور صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ[2] بھی دو مرتبہ کہے اور اقامت یعنی تکبیر میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد دوبار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ[3] کہے، لیکن یہ یاد رہے کہ اذان ٹھہر ٹھہر کہنی چاہیئے اور اقامت جلدی جلدی اور اللّٰہ کا الف' اکبر کی ب' اور اشھد ان کا نون' بڑھا کر نہ پڑھنا چاہیئے کہ اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور اذان نہیں ہوتی۔

۳

جب کبھی فرض نماز کا وقت آجاتا ہے تو وہ مسلمان عاقل و بالغ پر واجب ہوتی ہے یہ شرائط نماز ہیں اگر عورت ہو تو اس کا حیض و نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے، یہ بھی شرط ہے نماز اس وقت تک صحیح نہیں ہوتی جب تک نجاست حقیقی و حکمی سے بدن کپڑا اور جگہ پاک نہ ہو اور بدن کا وہ حصّہ جس کا ڈھکنا ضروری ہے[4] ڈھکا ہوا نہ ہو، یہ سب شرائط نماز ہیں، جب یہ تمام شرائط موجود ہوں تو نماز اس طرح ادا کرے کہ دونوں قدموں میں چار انگشت کا فاصلہ چھوڑ کر (کہ یہ مستحب ہے) قبلہ رُخ کھڑا ہو، یہ فرض ہے، اگر سمت قبلہ نہ معلوم ہو تو جدھر دل گواہی دے پڑھے نماز میں اس طرح کھڑے ہونے کو قیام کہتے ہیں، یہ نفلوں میں فرض نہیں ہے اور اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ چھوڑے جائیں تو گھٹنوں پر نہ پہنچیں ——— قبلہ رُخ کھڑا ہونے کے بعد فرض و سُنّت وغیرہ کی جتنی رکعت پڑھنا چاہے اس کی دل سے نیت کرے کہ یہ سُنّت ہے، اور بہتر ہے کہ زبان سے بھی نیت کے کلمہ کہے مثلاً صبح کے فرضوں کی نیت یوں کرے "نیت کی میں نے فجر کے دو رکعت فرض پڑھنے کی اللّٰہ کے واسطے اور منہ کیا میں نے کعبہ شریف کی طرف" ——— پھر دونوں ہاتھ آستین وغیرہ سے نکال کر کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں قبلہ رُخ اور انگلیاں سیدھی اپنی حالت پر اور انگوٹھے کانوں کی لَو کے مقابل ہوں (لیکن یاد رہے کہ عورت

---

[1] "سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں" [2] نماز سونے سے بہتر ہے [3] بیشک نماز کھڑی ہوگئی [4] اصطلاح فقہ میں اس حصہ بدن کو عورت کہتے ہیں، مرد کا ناف سے گھٹنے تک بدن کا حصہ عورت ہے اور عورت کا تمام جسم سوائے چہرہ، ہتھیلیوں اور پیروں کے عورت ہے، اس حصہ میں اگر چوتھائی عضو کھل جائے گا تو نماز نہ ہوگی بدن کے جس ٹکڑے کا علیحدہ نام ہے وہ عضو ہے یہاں تک کہ شرمگاہ کے بال بھی علیحدہ عضو کا حشت ...

اپنے ہاتھ آستین سے نہ نکالے اور کاندھوں تک اٹھائے) یہ باتیں مسنون ہیں، ہاتھ اٹھانے کے بعد تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے کہ یہ فرض[1] ہے پھر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو کہ یہ سنت ہے اور انگوٹھے اور چھنگلی سے پہنچا پکڑے باقی انگلیاں کلائی پر ہوں (عورت صرف دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت رکھے اور سینہ پر ہاتھ باندھے) ۔ ہاتھ باندھنے کے بعد نظر سجدہ کی جگہ رکھے یہ مستحب ہے اور پھر ثنا یعنی سبحانک اللّٰھم پڑھے (مقتدی صرف اس کو پڑھ کے چپ رہے) پھر اعوذ و بسم اللہ پڑھ کر الحمد[2] اور کچھ کلام مجید سے انا اعطینٰک کے مقدار آیات پڑھ کر تکبیر کہتا ہوا اس طرح رکوع کرے[3] یعنی جھکے کہ دونوں ٹانگوں کو سیدھا رکھے اور دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو خوب مضبوط پکڑے اور انگلیاں کھول کر پٹھے اور کولھوں کو برابر رکھے اور نظر پیروں[4] پر رکھے یہ سب امور مستحب ہیں لیکن تلاوت اور قیام رکوع فرض ہیں پھر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم[5] کم سے کم تین بار پڑھے[6]۔ پھر تسمیع یعنی

---

[1] یہ اول تکبیر جس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں فرض ہے اس وقت دونوں ہاتھ آستین وغیرہ سے نکال لینا مستحب ہے لیکن عورت نہ نکالے، باقی اور تکبیریں جن کو "انتقالی" کہتے ہیں سنت ہیں۔ یہ امام کو پکار کر کہنا بھی سنت ہے [2] نظم کے مقدار کلام مجید سے ایک آیت پڑھنا فرض ہے اس کو قراءت کہتے ہیں۔ الحمد کے بعد آہستہ آمین کہنا سنت ہے اور فرض کی آخری دو رکعتوں میں الحمد سے زیادہ پڑھنا سنت ہے لیکن فرض کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے کیوں کہ اس کی ہر رکعت علیحدہ نماز ہے پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرنی الحمد کا سورۃ سے پہلے ایک دفعہ دونوں رکعتوں میں پڑھنا اور امام کو جس نماز میں پکار کر پڑھا جاتا ہے پکار کر اور جس میں آہستہ پڑھا جاتا ہے آہستہ پڑھنا واجب ہے اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی تو اسی نماز میں ایک اور سجدہ کرنا واجب ہے [3] رکوع کی حد یہ ہے کہ گھٹنوں کو پکڑے اور بیٹھ کر رکوع کرنے کی حد یہ ہے کہ زانو کے مقابل سر ہو جائے۔

[4] عورت نہ زیادہ جھکے نہ انگلیاں کشادہ رکھے نہ مضبوط پکڑے نہ گھٹنے جھکائے اور مرد کے برخلاف سمٹی رہے۔ [5] پاک ہے میرا رب بزرگی والا۔ [6] اکیلے نمازی کے واسطے تین بار سے زیادہ کہنا مستحب ہے۔

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ[1] کہتا ہوا قومہ کرے[2] یعنی سیدھا کھڑا ہو اور تحمید یعنی رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ[3] کہے پھر اللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدہ اس طرح[4] کرے کہ اوّل دونوں گھٹنے زمین پر رکھے یہ امور مسنون ہیں پھر دونوں ہاتھ اس طرح پہ کہ انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رُخ ہوں اور پیٹ رانوں سے جُدا رکھے اور دونوں کہنیاں زمین سے علیحدہ رہیں[5] پھر ناک پھر پیشانی، مگر یہ خیال رہے کہ انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر رہیں (یہ باتیں مسنون ہیں) اور پیروں کی انگلیاں زمین پر قبلہ رُخ ٹکی رہیں اگر اٹھ جائیں گی تو سجدہ نہ ہوگا اور نظر ناک کے سرے پر رہے اور بغلیں کھلی رہیں پھر کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی[6] پڑھے پھر تکبیر کہتا ہوا سجدہ سے اس طرح اُٹھے کہ پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اُٹھائے اور پھر اطمینان[7] کے ساتھ بایاں پاؤں بچھا کر اور دایاں کھڑا کر کے بیٹھے[8] یعنی جلسہ کرے اور ہاتھ زانو پر رکھے پھر تکبیر کہتا ہوا پہلی طرح دوسرا سجدہ کرے، پھر تکبیر کہتا ہوا پہلی طرح اٹھے اور پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو جائے یعنی "قیام" کرے اور صرف بسم اللہ پڑھ کر دوسری[9] رکعت پہلی طرح ادا کرے اب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد اس طرح بیٹھے کہ دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھے مگر انگلیاں اپنی حالت[10] پر ہوں اور نظر گود میں رکھے اسے "قعدہ" کہتے ہیں[11] پھر تشہد یعنی "التحیات" پڑھے

---

[1] اپنے تعریف کرنے والے کی تعریف کو اللہ نے سنا [2] یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ رکوع، سجود، قومہ، جلسہ میں بقدر "سبحان اللہ" کہنے کے ٹھہرنا واجب ہے، دو سجدوں کے درمیان اگر اچھی طرح نہ بیٹھا تو دوسرا سجدہ نہ ہوگا [3] اے ہمارے رب تیری ہی تعریف ہے"۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ امام صرف تسمیع اور مقتدی صرف تحمید کہے [4] اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی تو اسی نماز میں ایک اور سجدہ کرنا واجب ہے اسی وقت ادا کرنا چاہیئے، سجدہ میں زمین پہ جسم کے یہ اعضا رکھے، دو پیر، دو گھٹنے، دو ہاتھ، ایک پیشانی بلکہ ناک بھی اور اس کی حد اس کی سختی تک ہے [5] عورت سمٹی رہے اور کہنیاں زمین پہ بچھا دے [6] پاک ہے میرا رب بلند مرتبہ والا [7] نماز کے ہر فعل میں تعدیل یعنی مقدار "سبحان اللہ" کہنے کے ٹھہرنا واجب ہے [8] عورت دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر سرین کے بل بیٹھے [9] رکعتوں میں اور سجدوں میں ترتیب واجب ہے [10] عورت انگلیاں ملی ہوئی رکھے [11] اگر قعدہ کے بعد سلام ہی پھیرنا ہے تو ایسے قعدہ کو "قعدۂ اخیرہ" کہتے ہیں اور یہ فرض ہے اگر اس کے بعد اور رکعتیں پڑھنی ہوں تو قعدۂ اولیٰ کہیں گے

اور یہ واجب ہے اور ان دونوں میں بقدر التحیات بیٹھنا کافی ہے، پس اگر قعدہ اولیٰ میں "اللّٰھم صلی علی" پڑھنے کی مقدار بھی دیر لگائی تو سجدہ سہو لازم ہوگا

پھر درود، پھر دعا، پھر دل سے کراماً کاتبین فرشتوں[1] کی نیت کر کے پہلے داہنی طرف منہ پھیر کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ[2] کہے پھر اسی طرح بائیں طرف[3] یہ قعدہ اخیرہ کی صورت ہے، یاد رہے کہ اس طرح دو رکعت والی نماز پڑھتے ہیں اگر چار رکعت والی پڑھنی ہو تو اس کے لیے یہ قعدۂ اولیٰ ہے صرف تشہد پڑھ کر باقی رکعتیں اسی طرح ادا کرے لیکن فرضوں میں سورت نہ ملائے اور امام کے پیچھے تو قرآن پڑھے ہی نہیں، باقی افعال میں اس کی تابعداری واجب ہے، پھر قعدۂ اخیرہ کر کے سلام پھیرے۔[4]

۴

طریقۂ نماز کے سلسلے میں ثنا، تشہد، درود اور دعاؤں کا جو اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:-

ثنا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

(ترجمہ) اے اللہ تو پاک ہے، تیری تعریف کے ساتھ تجھ کو یاد کرتا ہوں، تیرا نام برکت والا ہے، تیری بزرگی بلند ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

---

[1] کراماً کاتبین وہ دو فرشتے ہیں جو اکثر کے نزدیک مونڈھوں پر رہتے ہیں اور انسان کے اچھے برے عمل لکھتے ہیں [2] "سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمت" [3] حالت نماز سے کسی ایسے فعل سے باہر آنا جو نماز کا توڑنے والا ہے، فرض ہے مثلاً کلام وغیرہ کرنا اور بلفظ سلام واجب ہے اور ان تمام الفاظ کے ساتھ سنت ہے اور امام کو پہلے سلام کی بہ نسبت دوسرا سلام آہستہ کہنا بھی سنت ہے، اس میں نظر مونڈھوں پر رکھنا سنت ہے۔ تنبیہ:- حالت نماز میں اگر جمائی آئے تو اسے روکے، نہ رکے تو بائیں ہاتھ کی پشت منہ پر رکھے ہاں حالت قیام میں سیدھے ہاتھ سے روکے تاکہ زیادہ حرکت نہ کرنی پڑے [4] اگر مقتدی کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں تو ترتیب کے ساتھ امام کے سلام کے بعد اٹھ کر پہلے خالی اور پھر بھری ادا کرے اور ان رکعتوں میں قعدۂ اخیرہ دو رکعت بعد کرے [5] سلام کے بعد دعا مانگے مگر ظہر مغرب عشاء ہاں عصر اور صبح میں جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے بلکہ ان کے بعد تسبیح فاطمہ بھی پڑھے یعنی ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر۔ اس کی بہت فضیلت ہے۔

(ترجمہ) تمام بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی تجھ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بخت بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔

درود

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(ترجمہ) اے اللہ! حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آل پاک پر اس طرح رحمت نازل فرما جس طرح حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی اولاد پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف کیا گیا اور خوبیوں والا ہے، اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پاک پر، بیشک تو تعریف کیا گیا خوبیوں والا ہے۔

دعا نماز

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

(ترجمہ) اے اللہ! بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا بہت ظلم، تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں، پس مغفرت کر میرے گناہوں کی خاص مغفرت اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

تشہد

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

دعاء بعد نماز

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

(ترجمہ) اے اللہ! تو ہمیشہ سلامت ہے اور تجھی سے سلامتی ہے اور تیری طرف سلامتی رجوع کرے گی، اے ہمارے رب ہم کو چین کے ساتھ زندہ رکھ اور ہم کو بہشت میں داخل کر، اے ہمارے رب تو برکت والا اور بہت بلند ہے، اے بڑائی اور بزرگی والے (ہاں تو ہی)۔

دعاء قنوت

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ط اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

(ترجمہ) اے اللہ ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور تیری بخشش کے طلبگار ہیں، تجھی پر ایمان لاتے ہیں، تجھی پر بھروسہ کرتے ہیں، تیری خوبیاں بیان کرتے ہیں اور شکر گذاری کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے، تیرے نافرمان سے علیحدگی اور بیزاری اختیار کرتے ہیں، اے اللہ! تجھی کو پوجتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، تیری طرف دوڑتے ہیں اور تیری رحمت کی امید کے ساتھ خدمت میں حاضر ہیں، تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں یقیناً تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے۔

دعا نماز جنازہ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

(ترجمہ) اے اللہ! ہمارے زندوں، ہمارے مُردوں، حاضر و غائب چھوٹے اور بڑے مردوں اور عورتوں سب کو بخش۔ الٰہی جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو مارے تو اس کو ایمان پر مار۔

نابالغ لڑکوں کے لیے یہ دُعا پڑھی جائے:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا۔

(ترجمہ) اے اللہ! اس بچہ کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرۂ آخرت بنا، اے اللہ اس بچہ کو ہمارے لیے شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا ہوا بنا۔

اور لڑکی کے واسطے یہ دُعا ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً

۴

ان باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے:۔ خود ہی یا کسی کے جواب میں بقدر دو حرف کلام کرنا اگرچہ کلام مجید کی آیت ہی کیوں نہ ہو، یا سلام کا جواب دینا گو یہ امور بھول سے ہی کیوں نہ سرزد ہوئے ہوں، سلام کرنا، دنیاوی مصائب کی وجہ سے آواز سے رونا، آہ یا اُف وغیرہ کہنا، بے عذر کھنکارنا اپنے امام کے سوا کسی کو کلام مجید بتانا، امام کو اپنے مقتدی کے سوا کسی کا بتایا ہوا لینا، کچھ لکھا ہوا دیکھ کر پڑھنا یا سمجھنا، نجاست کا بدن سے ملنا، جو چیز بندے سے مانگ سکیں اس کی دُعا خدا سے کرنا، قرآن کریم غلط پڑھنا یا ایسی غلطی پڑھنا جس کی وجہ سے ایسے معنی ہو جائیں جس کا اعتقاد کفر ہے بلکہ ایسی غلطی جس کی وجہ سے مضمون بے معنی ہو جائے یا بہت بڑا تغیر آجائے تب بھی نماز فاسد ہو گی۔ عمل کثیر کرنا، کھانا یا پینا امام سے آگے ہونا، عورت مشتہاۃ کا آگے یا برابر کھڑا ہونا، ایسی چیز پر سجدہ کرنا جس کی وجہ سے زمین کی سختی نہ معلوم ہو۔

۵

نماز میں یہ باتیں مکروہ تحریمی ہیں:۔ کوئی کپڑا تصویر دار یا اس کے طریقے کے خلاف پہننا، کپڑا وغیرہ اٹھانا، نماز کے خلاف کچھ کرنا، منہ میں کچھ رکھنا جس سے قرآن عمدہ طرح نہ پڑھا جا سکے۔ اگر بالکل نہ پڑھا جائے گا تو نماز نہ ہو گی، منہ پھیر کر اِدھر اُدھر دیکھنا، دونوں گھٹنے چھاتی سے لگا کر بیٹھنا،

کسی کے منہ کی طرف نماز پڑھنا، جماہی لینا، اکیلے امام کا محراب کے اندر کھڑے ہونا، یا بے عذر ہاتھ اونچا نیچا کر کے کھڑے ہونا، تصویریں اس پاس ہونا، پیشاب پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز پڑھنا، امام کے پیچھے مقتدی کا کلام مجید پڑھنا۔

۶

یہ باتیں نماز میں مکروہ تنزیہی ہیں:۔ ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا جن کو پہن کر امیروں کے پاس نہ جا سکے حالانکہ اچھے کپڑے موجود ہوں، نہایت سکوت کے ساتھ ادب سے نہ کھڑا رہنا یا ایسی بات بے عذر کرنا جس سے سکوت میں فرق آئے یا سنت کے خلاف ہو بلکہ حتی الامکان عذر میں بھی ساکت رہنا چاہیئے، جماہی اگر آہی جائے تو منہ نہ ڈھانکنا، اکیلا صف کے پیچھے کھڑا ہونا حالانکہ اگلی صف میں جگہ موجود ہے، سجدہ میں پاؤں ڈھاکنا۔

ساتواں باب

رمضان کے روزوں کے بیان میں

روزہ اسلام کے اہم فرائض میں سے ہے۔ اس سے ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ ہو جاتا ہے کہ انسان شکم پروری کے لیے نہیں آیا بلکہ اس کے سامنے اعلیٰ مقاصد ہیں، ان کی تکمیل اس کا مقصود زندگی ہے، بھوک و پیاس میں انسان صفات الٰہیہ میں ایک صفت جلیلہ کا مظہر معلوم ہوتا ہے مظہریت ہی اقربیت اور محبوبیت کی تمہید ہے اور ایک بڑی بات جو اس میں پائی جاتی ہے وہ "اخلاص" ہے، تمام عبادات میں کسی نہ کسی طرح کا اظہار پایا جاتا ہے مگر روزہ ایسی خاموش عبادت ہے جس کا عملاً اظہار ناممکن ہے، اسی لیے عبادات میں نماز کے بعد روزے کی بڑی فضیلت آئی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"روزہ میرے لیے ہے اور روزہ کی جزا میں ہوں"

اس سے بڑھ کر خدمت کا اور کیا صلہ ہوگا؟۔

۱

اصطلاح شریعت میں صبح صادق سے لے کر آفتاب کے غروب ہونے تک کھانے پینے اور جماع سے ترک جانے کا نام روزہ ہے۔ رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان عاقل بالغ

پر نماز کی طرح فرض ہیں اور اس میں نیت شرط ہے اور اگر عورت ہے تو اس کے لیے حیض و نفاس سے پاک ہونا بھی شرط ہے، ادائے رمضان قضائے رمضان (یعنی رمضان کے کھائے ہوئے یا توڑے ہوئے روزہ کے بدلے روزہ) اور کفارات (یعنی دو دو ماہ کے لگاتار روزے جو اللہ تعالیٰ نے روزہ توڑنے وغیرہ کی سزا میں مقرر کیے ہیں) کے روزے فرض ہیں، نذر معین[1] اور نذر مطلق[2] کے روزے واجب ہیں، باقی روزے نفلی۔

۲

رمضان کے روزے رمضان کا چاند دکھلائی دینے سے یا شب برات کے تیس روز پورے ہو جانے سے واجب ہو جاتے ہیں اگر ان مہینوں کی انتیس تاریخ چاند نہ دکھائی دے لہٰذا اگر ابر ہے تو رمضان کے لیے ایک مرد یا عورت مسلمان عاقل بالغ عادل کی گواہی کافی ہے اور عید کے واسطے اس طرح کے دو مرد یا دو عورتوں کی گواہی کافی ہے لیکن یہاں گواہوں کا غلام نہ ہونا بھی شرط ہے، اگر ابر نہ ہو تو دونوں چاندوں کی گواہی کے لیے اتنی بڑی جماعت ہونی چاہیئے جن کا جھوٹ پر اتفاق کرنا بعید از قیاس ہو جس کی تعداد کم سے کم پچاس بتائی گئی ہے شک کے دن روزہ نہ رکھا جائے مگر نفل کی نیت سے بلکہ یہ نیت بھی مکروہ ہے کہ اگر چاند نہیں ہوا تو رمضان کا ہو جائے گا ورنہ نفلی یا جس قسم کے روزے کی نیت ہے وہ تو ہے ہی اگرچہ ہو گا یہی۔

۳

اگر کسی نے قصداً کچھ کھایا پیا یا دماغ میں پہنچایا اگرچہ تل کے برابر ہو، یا جماع کیا یا کرایا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اگر رمضان کا روزہ ہے تو قضا کرے اور کفارہ دے اور دوسرے روزوں کی فقط قضا کرے، اگر کسی شرعی وجہ سے روزہ نہ رکھا پھر دن میں وہ جاتی رہی تو چاہیئے کہ شام تک کچھ نہ کھائے بلکہ اعلانیہ تو ہر حال میں نہ کھائے، رمضان کی حرمت کرے، نفلی روزے ہوں تب بھی حرمت کرنی چاہیئے کیونکہ نفلی روزہ شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے

---

[1] وہ روزے جن کو کسی خاص دن میں رکھنے کی نذر مانی ہو وہ دن آتے ہی روزہ واجب ہو جائے گا
[2] وہ نذر مانے ہوئے روزے جن میں کسی خاص دن کی نیت نہ کی ہو، یہ واجب ہے مگر جب جی چاہے رکھے۔

(لیکن "ایام منہیہ" میں شروع کیا ہو۔ واجب نہیں ہوتا)۔

ان صورتوں میں صرف قضا کی جائے گی، روزہ یاد تھا اور بغیر قصد کوئی توڑنے والی بات ہو گئی یا بھولے سے روزہ توڑنے والی بات ہو گئی تھی پھر اس خیال سے کہ روزہ ٹوٹ گیا، قصداً روزہ توڑنے والی بات کرلی (کیوں کہ بھول کر ایسی بات کرنے سے روزہ نہیں جاتا) یا زندہ انسان کے ساتھ جماع کرنے کے سوا کسی اور صورت میں قصداً انزال کیا یا کوئی ایسا فعل کیا جس سے انزال کا خوف تھا اور پھر انزال ہو اگر نہ ہوا تو یہ فعل مکروہ ہے یا روزہ ہی نہ رکھا، یا چنے کے مقدار کوئی چیز (منہ میں تھی) نگل گیا، یا قے ہوئی اور اس کو خود نگل گیا (اگر تھوڑی نکلی ہو جس سے منہ نہ بھر سکے تو معاف ہے) بغیر عذر کچھ کھانا یا چبانا اور افعال حرام کرنا لڑائی کرنا، غیبت، جھوٹ، فحش بکنا، سخت مکروہ ہیں۔

۴

نہایت ہی ضعیف بوڑھا، بیمار، مسافر، حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت (جب کہ اپنے یا بچے کی بیماری کا خدشہ ہو) یہ سب معذور ہیں، روزہ نہ رکھیں، معذوری جانے کے بعد قضا کریں لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب رمضان کے ایک روزے کے برابر نہیں ہے۔

آٹھواں باب

زکوٰۃ اور فطرے کے بیان میں

مال سے محبت انسان کی بڑی کمزوری ہے یہ محبت جب حد سے متجاوز ہو جاتی ہے تو معاشرے میں عظیم اختلال و بدنظمی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور خود غرضی کا ایک ایسا جال بچھ جاتا ہے جس میں ہر شخص اسیر نظر آتا ہے، شریعت نے اس تعلق کو کمزور کرنے اور معاشرے کے دوسرے ضرورتمند افراد کی مالی اعانت کے لیے زکوٰۃ اور فطرے کی صورت میں چند پابندیاں عائد کر دی ہیں یہاں ان اصول کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

کسی بڑھنے والے مال پر جب ایک سال گزر جائے تو خدا کے راستے میں اس میں سے چالیسواں

۱؎ ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے اور وہ دونوں عیدیں اور بقر عید کے بعد کے دو تین دن ہیں۔

حصہ دینے کو زکوٰۃ کہتے ہیں یہ ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے بشرطیکہ اس کے پاس مال نصاب[1]
کی مقدار، قرض اور روزمرہ کی حاجتوں[2] سے زائد ہو، ایسے شخص کو امیر کہتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے وقت
یا مال نکالتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بھی شرط ہے، مال زکوٰۃ تین طرح کا ہے۔ ۱۔ سونا چاندی
۲۔ جنگل میں چرنے والے جانور۔ ۳۔ ہر تجارت کا مال۔ پس[3] سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے
جس پر سوا دو ماشہ سونا دیا جائے گا، پھر آگے ہر ڈیڑھ تولہ پر تقریباً ساڑھے تین رتی واجب ہوتا جائیگا
اس سے کم پر کچھ نہیں ۔۔۔ اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے جس پر ایک تولہ پونے چار ماشہ
چاندی دی جائے گی پھر آگے ہر ساڑھے دس تولہ پر سوا تین ماشہ واجب ہوتی جائے گی ۔۔۔ پانچ
اونٹ پر ایک بکری، تیس گائے بھینس پر ایک سال کی گائے بھینس اور چالیس بکریوں پر ایک بکری دی
جائے گی، زیادہ جانوروں کی زکوٰۃ علماء سے معلوم کی جاسکتی ہے ۔۔۔ تجارت کے مال کی کل قیمت لگاکر
چالیسواں حصہ نکال کر کسی مفلس کو دے دیا جائے لیکن اگر کئی افراد پر تقسیم کیا گیا تو ہر ایک کو کم سے کم اتنا دے
دیا جائے کہ ایک روز کا خرچ چل جائے یہ مستحب ہے اور ایک فرد کو اتنا دینا کہ اس پر قربانی واجب
ہو جائے مکروہ ہے، غریب عزیز و اقارب اور دوستوں کو دینا زیادہ بہتر ہے، مگر ماں باپ
دادا دادی، نانا نانی اولاد یا بیوی، غلام جن پر قربانی واجب ہے، کافر اور سادات بنی ہاشم اور ان
کے غلام کو دینا ناجائز ہے، زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

۲

عیدالفطر کی صبح کو نماز سے پہلے چھٹانک کم پونے دو سیر گیہوں یا اس کا آٹا وغیرہ یا قیمت خدا کی
راہ میں دینے کو "فطرہ" کہتے ہیں۔ جس[5] پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر یہ بھی عید کی صبح کو واجب ہو جاتا

---

[1] مال کی وہ مقدار جس پر شارع (علیہ السلام) نے زکوٰۃ واجب کی [2] جیسے اپنے رہنے کا مکان، گھوڑے، غلام
خدمت گار، برتنے کے برتن وغیرہ [3] اگر سونا چاندی ہر ایک نصاب سے کم ہے لیکن مل کر ان کی قیمت کسی نصاب کے
مقدار ہو جاتی ہے تو اس میں اس طرح زکوٰۃ دے کہ فقیر کا زیادہ نفع نہ ہو، اگر یہ کسی دوسری شے میں ملی ہوئی ہیں تو اگر یہ
زیادہ مقدار میں ہے تب تو کل کا حکم سونے چاندی کا ہے ورنہ معمولی مال کے اندر داخل ہیں جن پر بغیر تجارت
کی نیت کے زکوٰۃ نہیں [4] اگرچہ صبح سے پہلے دینا بھی جائز ہے لیکن اگر صبح سے پہلے مر جائے گا

ہے لیکن یہاں بالغ ہونا اور مال کا بڑھنے والا اور اس پر سال گزرنا شرط نہیں فطرہ، چھوٹی، غریب یا مجنون اولاد اور خدمتی غلام کی طرف سے بھی دینا واجب ہے اگر کسی وجہ سے عید کے دن نہ دے سکے تو قضا کرے۔

نواں باب

حج کے بیان میں

حج علائق دنیاوی سے قطع نظر کرکے مولیٰ تعالیٰ کی طرف توجہ تام کی ایک صورت ہے اور ارکانِ حج قدم قدم پر محبوبانِ خدا کی یاد تازہ کرتے ہیں ارکان کی ظاہری صورت پوری کر لینے کے بعد حج تو ہو جاتا ہے لیکن حقیقی حج اسی وقت نصیب ہوگا جب محبت الٰہی میں تمام نسبتیں مضمحل کر دی جائیں اور صرف اسی ایک نسبت سے ہر شے کا مشاہدہ کیا جائے۔

زمانۂ حج میں اسلام کی ہمہ گیر اور عالمگیر مواخات و مساوات کے رقت انگیز مناظر نظر آتے ہیں اور صلہ رحمی کے ان جذبات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو کبھی یہاں کی فضاؤں نے دیکھی تھی یہ تعلیمات اسلامیہ کا اعجاز ہے کہ صدیوں پہلے جس مولات و مساوات کی تعلیم دی تھی وہ اب بھی اس دیارِ مقدسہ کے گلی کوچوں اور صحراؤں میں نظر آتی ہے اس کے علاوہ دنیا کے مسلمانوں کے باہمی میل جول سے بہت سے ظاہری و باطنی فوائد حاصل ہوتے ہیں اور حاصل کیے جا سکتے ہیں لیکن اصل چیز تو اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کرنا ہے جو تمام فوائد کی روح ہے اگر یہ میسر آ گیا تو سب کچھ حاصل ہو گیا۔

حج کی ظاہری صورت کی تکمیل کے لیے شارع علیہ السلام نے چند اصول و ضوابط بتائے ہیں یہاں ان کو مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

ہر تندرست مسلمان عاقل بالغ پر حج فرض ہے بشرطیکہ راستے میں امن ہو اور آمد و رفت کے خرچ اور واپس آنے تک کا نفقہ اہل و عیال کو دینے پر قادر ہو۔[1]

---

[1] حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے اس باب کو یہیں نا تمام چھوڑ دیا ہے کہ مبتدیوں کو اس کی ضرورت کم پڑتی ہے راقم نے اس مقام سے آگے کچھ اضافہ مناسب سمجھا، باقی تفصیلات کتب فقہ وغیرہ میں مل جائیں گی (مرتب)

حج کی تین قسمیں ہیں، افراد، تمتع اور قران ـــــ قسم اوّل یہ کہ میقات پہ پہنچ کر احرام باندھیں، صرف حج کی نیت کریں، اسے افراد کہتے ہیں اور اس طرح حج کرنیوالا "مفرد" کہلاتا ہے، قسم دوم یہ کہ میقات پر احرام باندھتے وقت صرف عمرہ کی نیت کریں اور مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کرکے احرام کھول دیں جب حج کا وقت آئے تو حج کا احرام باندھیں اور حج ادا کریں، اسے "تمتع" کہتے ہیں اور اس صورت میں حج کرنے والے کو یہ فائدہ ہے کہ وہ عمرہ کے بعد احرام اتار کر احرام کی پابندی سے آزاد ہو جاتا ہے، قسم سوم یہ کہ میقات پہ پہنچ کر عمرہ اور حج کا ایک ساتھ احرام باندھے اور دونوں کی نیت ایک ساتھ کرے، ایک ہی احرام میں حج اور عمرہ ادا کرے اس طرح حج کرنے والے کو "قارن" کہتے ہیں۔

مفرد اور قارن احرام باندھنے کے وقت سے لیکر حج سے فارغ ہونے تک برابر احرام میں رہتے ہیں، سب سے زیادہ ثواب حج قران کا ہے کیوں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع قران کے مطابق ادا فرمایا اس لیے وہ پوری امت کے لیے افضل ہے۔

۲

ارکان حج کے تین حصے ہیں، فرائض، واجبات اور سنن۔

فرائض احرام، وقوف، طواف، نیت، فرائض کی ترتیب کو قائم رکھنا، مثلاً احرام باندھنا پھر وقوف کرنا پھر طواف کرنا، ہر فرض کا اپنے وقت اور مقام پہ ادا کرنا۔

واجبات میقات سے احرام باندھنا سعی کرنا (صفا مروہ کے درمیان دوڑنا) سعی کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا، سعی کا طواف معتدبہ کے بعد کرنا، اگر دن میں وقوف شروع کیا ہے تو غروب آفتاب تک کرنا۔ اگر رات کو وقوف شروع کیا ہے تو اس کے لیے حد مقرر نہیں ہے، وقوف میں رات کا کچھ حصہ ہونا شامل ہے، عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا، مزدلفہ میں رات کو قیام کرنا، مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ پڑھنا (نیت ادا نماز کی ہوگی قضا کی نہیں) مزدلفہ کو چھوڑ کر منیٰ میں آنا، دس تاریخ کو صرف جمرۃ العقبہ پر کنکریاں مارنا، گیارہ باوہ کو تینوں جمروں پر کنکریاں مارنا، جمرۃ العقبہ کی رمی دسویں تاریخ کو حلق سے پہلے کرنا، ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا، ایام نحر میں سر منڈوانا یا بال کٹوانا، منیٰ سے مکہ جاکر طواف خانہ کعبہ کرنا، پھر منیٰ واپس آکر دو روز قیام کرنا، قران اور

تمتع والے حاجی کے لیے قربانی کرنا، منیٰ میں قربانی احرام کی حالت میں کرنا، عرفات سے واپسی پر طواف افاضہ کرنا اور راس کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہونا، حطیم کے باہر سے طواف شروع کرنا، طواف داہنی طرف سے کرنا، طواف باوضو کرنا، طواف کرتے وقت دوران حج سر کھلا رکھنا، طواف کعبہ کے بعد دو رکعت نماز مقام ابراہیم میں پڑھنا، شیطان پر کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے سر منڈوانے اور طواف میں ترتیب قائم رکھنا، میقات سے باہر آنے والوں کے لیے رخصت کا طواف کرنا، وقوف عرفہ کے بعد سے سر منڈوانے تک جماع نہ کرنا، احرام کے ممنوعات سے بچنا۔

سنن میقات سے باہر آنے والوں کے لیے طواف کرنا، طواف حجر اسود سے شروع کرنا، طواف قدوم یا طواف فرض میں رمل کرنا، صفا مروہ کے درمیان جو دو میل اخضر ہیں ان کے درمیان دوڑنا، امام صاحب کا خطبہ پڑھنا اور سننا ۔ مکہ میں ساتویں کو میدان عرفات میں نویں کو اور منیٰ میں گیارہویں کو پڑھنا۔ آٹھویں تاریخ مکہ سے نماز فجر کے بعد روانگی ۔ وہاں سے منیٰ پہنچ کر پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پڑھنا یعنی نویں تاریخ منیٰ میں گزارنا، آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہونا اور ظہر، عصر کی نماز میدان عرفات میں پڑھنا اور وہاں ذکر الٰہی کی کثرت کرنا، غروب آفتاب سے پہلے میدان عرفات سے باہر نہ ہونا، وقوف عرفہ کے لیے غسل کرنا عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں ایک رات گزارنا اور نماز مغرب و عشاء ملا کر پڑھنا دنیت ادا نماز کی ہوگی، قضا کی نہیں، نماز فجر ادا کرنے کے بعد مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہونا، دس گیارہ کی راتیں منیٰ میں گزارنا، منیٰ کے قیام میں ایک بار مکہ معظمہ جا کر طواف کرنا۔

دسواں باب

قربانی کے بیان میں

قربانی سنت ابراہیمی (علیہ السلام) کی یاد تازہ کرتی ہے قربانی میں اصل چیز دلوں کی گہرائیوں میں جذبہ ایثار و قربانی کا محسوس کرنا ہے جس کو قرآن کریم نے "تقویٰ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور صاف صاف فرما دیا ہے کہ خدا کو گوشت و پوست اور خون کی ضرورت نہیں ہے بلکہ تقویٰ کی ضرورت ہے لفظ تقویٰ اپنے ہمہ گیر معنوں میں استعمال ہوا ہے پس قربانی کرتے وقت اپنے دلوں میں جذبہ ابراہیمی کی پرورش کی جائے اور راہ خدا میں متاع عزیز کے لٹا دینے سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔

شریعت نے قربانی کے چند اصول و ضوابط مقرر کر دیئے ہیں، قربانی کی ظاہری صورت کی تکمیل کے لیے ان کا جاننا ضروری ہے، ہم مختصراً بعض مسائل بیان کرتے ہیں:۔

اصطلاحِ شریعت[1] میں خاص عمر کے مخصوص جانور کو متعلقہ اسباب و شرائط کے ساتھ تقربِ الٰہی کی نیت سے ذبح کرنے کو "قربانی" کہتے ہیں۔

قربانی کا وقت تین روز تک ہے یعنی ذوالحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں ــ اوّل تاریخ افضل ہے، دسویں تاریخ کے طلوع فجر سے لے کر بارہویں تاریخ کو غروب آفتاب تک قربانی جائز ہے جن شہروں میں نماز عید ہوتی ہے وہاں نماز کے بعد قربانی کی جائے گی۔ ہاں دیہات میں طلوع آفتاب کے بعد کی جا سکتی ہے رات کو قربانی کرنا مکروہ ہے، قربانی کے لیے تین دن متواتر رکھنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان پہ فقر و غنی کی حالتیں گذرتی رہتی ہیں، اگر اوّل وقت فقیر ہے پھر غنی ہو گیا قربانی واجب ہو گی اس کے برعکس ہُوا تو واجب نہ ہو گی۔

۲

جس جانور کا قربانی کرنا جائز ہے اس کو قربانی کے دنوں میں قربانی کی نیت سے ذبح کرنا قربانی کا رکن ہے، وجوبِ قربانی کے لیے قربانی کرنے والے کا غنی یعنی فراخ دست ہونا ضروری ہے، اس سے مراد ایسی فراخ دستی نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، بلکہ ایسی فراخ دستی جس سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، شریعت میں غنی وہ شخص ہے جس کے پاس گھر، گھر کے ضروری اسباب، سواری اور نوکر کے علاوہ ضرورت سے فاضل دو سو درہم یا باون تولہ چاندی یا اتنی قیمت کی کوئی شے ہو، قربانی کے لیے قربانی کرنے والے کا عاقل و بالغ ہونا شرط نہیں حتیٰ کہ اگر نابالغ غنی ہے تو اس کی طرف سے اس کا باپ یا باپ کا وصی اس کے مال سے خرید کر قربانی کرے گا مگر گوشت صدقہ نہ کیا جائے گا۔ قربانی کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ مقیم ہو مسافر نہ ہو عورت اور مرد دونوں پر قربانی واجب ہے۔

---

[1] حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اختصار کی وجہ سے اس باب میں صرف چند ضروری مسائل بیان فرمائے تھے راقم الحروف نے فتاویٰ عالمگیری جلد ششم، ص ۔ ۵۱۶ تا ۵۵۲ کی کتاب الاضحیہ" سے منتخبہ مسائل اخذ کر کے اس باب کو ذرا مفصل کر دیا ہے فتاویٰ مذکورہ میں یہ مسائل ان ماخذ سے حاصل کیے گئے ہیں:۔ النہایہ۔ محیط سرخسی، ظہیریہ۔ فتاویٰ صغریٰ۔ فتاویٰ کبریٰ۔ فتاویٰ قاضی خان، وجیز۔ شرح طحاوی۔ بدائع، سراجیہ۔ اضاحی زعفرانی، تاتارخانیہ، خزانۃ المفتین مبسوط، قنیہ، غیاثیہ و غیرہ وغیرہ (مرتب)

۳

اگر کسی مقیم نے حالت اقامت میں قربانی کا جانور خریدا پھر سفر اختیار کیا تو اب اجازت ہے کہ جانور کو فروخت کر دے یا قربانی کرے، کسی غنی نے ایک بکری خریدی وہ ضائع ہو گئی اس اثنا میں وہ فقیر ہو گیا تو اس کو بھی اجازت ہے کہ چاہے اس کو بیچ دے چاہے قربانی کرے اگر ایک شخص قربانی کے دنوں میں غنی تھا قربانی نہ کی اور مر گیا تو اس کے ذمہ سے قربانی ساقط ہو جائے گی، لیکن اگر قربانی کے ایام گزرنے کے بعد مرا تو اس کے لئے واجب ہو گا کہ قربانی کے جانور کی قیمت صدقہ کرنے کی وصیت کرے۔

۴

قربانی کے جانوروں میں اونٹ، گائے، بھینس، دنبہ، بھیڑ، مینڈھا، اور بکری وغیرہ شامل ہیں نیلے رنگ کے مینڈھے کی قربانی افضل ہے، قربانی کے لیے بکری ایک سال، گائے دو سال، اونٹ پانچ سال سے کم عمر کا نہ ہو، دنبہ یا مینڈھا بشرطیکہ فربہ ہو چھ ماہ کا بھی جائز ہے۔
جس جانور کی ناک کٹی ہو یا تھن کٹے ہوں وہ جائز نہیں، جو بکری یا گائے اپنے بچہ کو دودھ نہ پلا سکتی ہو اور تھن خشک ہو گئے ہوں وہ بھی ناجائز ہے، نجاست کھانے والے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں، جو جانور اتنا دُبلا ہو گیا ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا تک نہ رہا ہو وہ ناجائز ہے، جس بکری میں نر و مادہ دونوں کی خصوصیات پائی جاتی ہوں اس کی قربانی بھی جائز نہیں، ایک بکری خریدی جو فربہ تھی پھر دُبلی ہو گئی یا عیب دار ہو گئی تو اگر قربانی کرنے والا تونگر ہے تو دوسری خرید کر قربانی کرے ورنہ وہی کافی ہے، اسی طرح اگر مر گئی یا چوری ہو گئی تو تونگر ہو گا تو دوسری واجب ہو گی ورنہ نہیں، اگر تونگر نے قربانی کی ذبح کرتے وقت ـــــ اضطراری کیفیت کی وجہ سے جانور عیب دار ہو گیا تو قربانی ہو گئی افضل یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ اور خوب صورت ہو، عیب دار جانور کے عدم جواز کے لیے فقہاء نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ جو عیب ایسا ہو کہ منفعت کو پورا پورا زائل کر دے یا جمال و زیبائی کو غث ربود کر دے تو ایسا عیب قربانی سے مانع ہے۔

۵

قربانی کے جانور کا دودھ استعمال کرنا، یا اس سے کوئی اور نفع حاصل کرنا مکروہ ہے دودھ اگر نکال لیا ہے تو اس کو صدقہ کر دے، قربانی کے جانور پر سوار ہونا بھی مکروہ ہے، قربانی کے جانور کے

گوشت وغیرہ کے لین دین میں یہ اصول پیش نظر رکھنا چاہیئے، کھانے کی چیز بعوض کھانے کی چیز کے اور سبے کھانے کی چیز بعوض بے کھانے کی چیز کے جائز ہے اس کے برعکس جائز نہیں، قربانی کے جانور کے ہاں بچہ ہوا تو اس کی قربانی بھی ضروری ہے۔ اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں لیکن اگر ایسا آدمی شریک ہو گیا جس کا مقصود قربانی نہیں تو کسی کی قربانی نہ ہو گی، قربانی کے ایام میں قربانی کے علاوہ دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی[1]، ہاں اگر نہ کر سکا تو بطور قضا اس کی قیمت صدقہ کرنی ہو گی۔

۶

افضل یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے نہ کرے تو کھڑا ضرور رہے، دل سے نیت کافی ہے البتہ ذبح کرتے وقت "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا ضروری ہے، ذبح کرنے سے پہلے رو بہ قبلہ ہو کر یہ دعا پڑھنا سنت ہے:۔ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

---

[1] جدید معاشرے میں ایک طبقے کا خیال ہے کہ قربانی کے بجائے صدقہ کر دینا بہتر ہے، یا سرے سے ضرورت ہی نہیں کیوں کہ مال کا ضیاع ہے، یہ بات حکمت شرعیہ کے فقدان کی وجہ سے کہی جاتی ہے، ایسے معاشرے میں جہاں اسراف و تبذیر عوام و خواص کی عادت ثانیہ بن گئی ہے صرف قربانی میں جزرسی کا خیال کچھ عجیب معلوم ہوتا ہے، قربانی ان حضرات نے کی ہے جن کی اقتصادی حالت ایسی تھی کہ اگر وہ حالت ہماری ہو جائے تو ہر شخص کشکول گدائی لے کر بھیک مانگتا نظر آئے! ایسے کم مایہ لوگ بھی محض اتباع شریعت سے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ امور شرعیہ کو محض اقتصادی نظر سے دیکھنا بنیادی غلطی ہے —— چونکہ کائنات میں حق و باطل کی جنگ جاری رہے گی اس لیے جذبۂ ایثار و قربانی کا پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس کے مٹ جانے سے ملت کے مٹ جانے کا اندیشہ ہے قربانی کا نفسیاتی اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان رزم حق و باطل میں فولاد نظر آتا ہے، مختصر یہ کہ قربانی۔ ع

لہو گرم رکھنے کا ہے ایک بہانہ

(مرتب)

تذکرۃ المحدثین تذکرۃ المحدثین تذکرۃ المحدثین تذکرۃ المحدثین تذکرۃ المحدثین

تذکرۃ المحدثین

● تصنیف:
مولانا علامہ غلام رسول سعیدی

● تعارف:
مولانا علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری

دنیائے اسلام کے عظیم ترین اساطینِ علم وفضل، امامِ اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام محمد، امام طحاوی، امام بخاری، امام مسلم امام ترمذی، امام نسائی، امام ابو داؤد امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تابناک زندگی کے ہر پہلو کی مکمل تفصیلات اور اُن کی مشہور تصانیفِ حدیث پر سیر حاصل تبصرہ

ابتدا میں ضرورتِ حدیث، حجیتِ حدیث اور حدیث کے ضروری مباحث پر مشتمل فاضلانہ مقدمہ مصنف کے قلم سے شامل ہے۔

عربی مدارس، کالجز، یونیورسٹی کے ارباب تحقیق، اساتذہ اور طلبار کے لیے **یکساں مفید ہے**

آفسیٹ طباعت ○ سفید کاغذ
خوبصورت ڈائی دار جلد ○ صفحات ۳۲۸
قیمت ۱۶/۵۰

ناشر: مکتبہ قادریہ ○ جامعہ نظامیہ رضویہ ○ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور